سیر و سوانح

محمد وسیم اختر مفتی

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

(۱)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حسب و نسب

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی ۶۱۳ء یا ۶۱۴ء میں پیدا ہوئیں۔ ان کے دادا کا نام ابوقحافہ بن عامر تھا۔ ساتویں جد تیم بن مرہ کی نسبت سے ان کا قبیلہ بنو تیم (یا تیم بن مرہ) کہلاتا ہے۔ آٹھویں پشت مرہ بن کعب پر ان کا نسب آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ مبارکہ سے جا ملتا ہے، مرہ آپ کے بھی آٹھویں جد تھے۔ حضرت عائشہ کی والدہ حضرت ام رومان بنت عامر کا اصل نام زینب یا دعد تھا۔ ان کے نویں جد غنم بن مالک کی نسبت سے ان کا قبیلہ بنو غنم (یا بنو فراس بن غنم) کہلاتا ہے، یہ بنو کنانہ کی شاخ تھی۔ گیارھویں پشت کنانہ بن مدرکہ پر حضرت ام رومان کا سلسلۂ نسب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرے سے جا ملتا ہے، کنانہ آپ کے چودھویں جد تھے۔ حضرت ام رومان کی پہلی شادی بنو ازد کے حارث بن سخبرہ (یا عبداللہ بن حارث بن سخبرہ) سے ہوئی تھی جن سے ایک بیٹا طفیل پیدا ہوا۔ حارث اپنے کنبے کے ساتھ یمن (یا تہامہ) کے پہاڑی علاقے سراۃ سے مکہ آئے اور حضرت ابوبکر کے حلیف بن گئے۔ حارث کی وفات ہوئی تو حضرت ام رومان حضرت ابوبکر کے عقد میں آ گئیں تو حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر اور ام المومنین سیدہ عائشہ کی ولادت ہوئی۔ حضرت عائشہ ہجرت سے نو سال قبل شوال ۴ یا ۵ / نبوی (جولائی ۶۱۴ء) میں پیدا ہوئیں۔ وہ دختر رسول حضرت فاطمہ سے آٹھ سال چھوٹی تھیں۔

حضرت عامر بن فہیرہ سیدہ عائشہ کے سوتیلے بھائی، حضرت ام رومان کے بیٹے، طفیل بن حارث کے غلام تھے۔

انھوں نے اسلام قبول کیا تو حضرت ابوبکر نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا اور اپنے اونٹ چرانے پر مامور کر دیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے مکہ میں ابرہہ کے ہاتھی کی نگہداشت پر مامور شخص اور اس کے مہاوت، دونوں کو دیکھا ہے۔ وہ نابینا اور لولے ہو چکے تھے اور لوگوں سے کھانے کی بھیک مانگتے تھے۔

قبول اسلام

ابن ہشام کی مرتب کردہ فہرست کے مطابق قبول اسلام میں حضرت عائشہ کا نمبر اٹھارواں تھا۔ ان کی بڑی بہن حضرت اسماء نے اسلام کی طرف سبقت کی تو وہ بھی صغرسنی میں مسلمان ہو گئیں۔ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے ہوش میں والدین کو دین پر کاربند ہی دیکھا ہے۔ کوئی دن ایسا نہ گزرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح وشام ہمارے گھر نہ آتے ہوں۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۱۰ رنبوی: سیدہ خدیجہ کی وفات کو تین سال گزرے تھے کہ حضرت عثمان بن مظعون کی اہلیہ حضرت خولہ بنت حکیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا: یارسول اللہ، کیا آپ شادی نہیں کریں گے؟ سوال فرمایا: کس سے؟ حضرت خولہ نے کہا: آپ چاہیں تو کنواری باکرہ سے اور چاہیں تو بیوہ سے رشتہ ہو سکتا ہے۔ پوچھا: کنواری کون ہے؟ بتایا: خلق خدا میں آپ کے سب سے پیارے صاحب ابوبکر کی بیٹی عائشہ۔ فرمایا: بیوہ کون؟ بتایا: (بتیس سالہ) سودہ بنت زمعہ جو آپ پر ایمان لا چکی ہیں۔ آپ نے ان دونوں سے بات کرنے کی اجازت دے دی تو حضرت خولہ پہلے حضرت ابوبکر کے گھر گئیں۔ حضرت ام رومان سے ان کی ملاقات ہوئی تو کہا: اللہ نے تم پر برکت نازل کر دی ہے۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ کا رشتہ مانگنے کے لیے بھیجا ہے۔ حضرت ام رومان بولیں: میری خواہش تو ہے، تاہم ابوبکر کے آنے کا انتظار کر لو۔ حضرت ابوبکر آئے تو حضرت خولہ نے مانگ دہرائی۔ حضرت ابوبکر نے پوچھا: کیا عائشہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے موزوں ہے؟ حضرت خولہ بنت حکیم نے واپس آ کر آپ سے استفسار کیا تو فرمایا: جاؤ، ابوبکر سے کہہ دو، وہ میرے اسلامی بھائی ہیں اور ان کی بیٹی کی مجھ سے شادی ہو سکتی ہے۔ یہ جاہلیت کے تصور پر ضرب تھی کہ منہ بولے بھائی کی اولاد سے عقد وزواج نہیں ہو سکتا۔ ایک رکاوٹ ابھی تھی، مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے جبیر کے لیے عائشہ کا ہاتھ مانگ رکھا تھا، اس لیے حضرت ابوبکر مطعم کے ہاں گئے۔ اس کی بیوی ام الفتی نے چھوٹتے ہی کہہ دیا: ہم نے اپنا بیٹا تمھاری بیٹی سے بیاہ دیا تو وہ اسے بھی صابی بنا کر اپنے دین میں داخل کر لے گی۔

مطعم نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔ان کے ازخود انکار کرنے پر حضرت ابوبکر نے سکھ کا سانس لیا۔اس طرح حضرت عائشہ کا آپ سے نکاح ہجرت سے دو سال (شاذ روایت: تین سال) قبل مکہ ہی میں ہو گیا، رخصتی البتہ ہجرت کے آٹھ ماہ (اٹھارہ ماہ: زہری) بعد مدینہ میں ہوئی (موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۵۷۶۹)۔ بلاذری کہتے ہیں، قطعی بات یہ ہے کہ حضرت عائشہ آپ سے پہلے کسی سے منسوب نہ تھیں۔رخصتی کے وقت ان کی عمر نو برس (عباس محمود العقاد: پندرہ سال) تھی۔نکاح سے قبل خواب میں تین بار حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سبز ریشمی کپڑے میں لپٹا ہوا حضرت عائشہ کا چہرہ آپ کو دکھایا اور کہا: یہ دنیا و آخرت میں آپ کی اہلیہ ہوں گی۔آپ نے فرمایا: یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے اور وہ اسے ضرور پورا کرے گا (بخاری، رقم ۷۰۱۲۔ مسلم، رقم ۶۳۶۴)۔

جب حضرت عائشہ نے کہا: یا رسول اللہ، عورتیں کنیت سے جانی جاتی ہیں تو آپ نے ان کی کنیت ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر کے نام پر ام عبداللہ تجویز فرمائی۔آپ انھیں حمیرا کے لقب سے بلاتے تھے۔

مدینہ کو ہجرت

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں ایک دن مسلمانوں کو بتایا: مجھے تمھارا دار ہجرت دکھا دیا گیا ہے۔دو سیاہ پتھریلے میدانوں کے مابین کھجور کے درختوں سے بھری ایک زمین شور دکھائی گئی ہے (بخاری، رقم ۳۹۰۵)۔ یہ یثرب تھا جسے مدینۃ النبی کا نام ملا۔آپ کی اجازت سے اہل ایمان وہاں جانا شروع ہو گئے۔ ربیع الاول ۱۳/ نبوی میں آپ بھی اللہ کی طرف سے مقررہ وقت پر حضرت ابوبکر کی معیت میں سفر ہجرت پر روانہ ہوئے۔حضرت عائشہ فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر صبح یا شام کے وقت تشریف لاتے تھے۔اس دن دوپہر کو آئے تو میرے والد نے کہا: اس وقت آپ کسی اہم کام ہی سے آئے ہوں گے۔آپ چارپائی پر تشریف فرما ہوئے اور خلوت کرنے کا حکم دیا۔حضرت ابوبکر نے عرض کیا: یہاں میری بیٹیوں ـــــ اسماء اور عائشہ ـــــ کے علاوہ کوئی نہیں۔آپ نے فرمایا مجھے مکہ سے نکلنے کا اذن ہوا ہے۔حضرت ابوبکر نے کہا: ساتھ چاہیے؟ یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: ہاں۔خوشی سے حضرت ابوبکر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔حضرت عائشہ کہتی ہیں: ہم نے ان کا سامان سفر تیار کیا اور چمڑے کا توشہ دان ساتھ دیا۔آپ کے روانہ ہونے کے بعد آپ کی ازواج اور بیٹیاں مکہ ہی میں تھیں۔ حضرت ابوبکر کا کنبہ بھی مدینہ کے لیے نہ نکلا تھا۔مدینہ پہنچنے کے بعد سفر میں آپ کی رہنمائی کرنے والا (گائیڈ) عبداللہ بن اریقط لوٹنے لگا تو آپ نے اپنے آزاد کردہ غلاموں ـــــ حضرت زید بن حارثہ اور حضرت ابورافع ـــــ کو اس کے ساتھ مکہ روانہ فرمایا۔آپ نے دو اونٹ اور ابوبکر سے پانسو درہم لے کر انھیں دیے۔ابوبکر نے بھی اپنا کنبہ

لانے کے لیے دو یا تین اونٹ بھیجے۔ حضرت زید بن حارثہ مکہ کے قریبی قصبہ قدید پہنچے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیے ہوئے درہموں سے تین اونٹ مزید خریدے۔ مکہ میں داخل ہوئے تو حضرت طلحہ بن عبیداللہ سے سامنا ہوا جو سفر ہجرت میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خرّار کے مقام پر مل چکے تھے اور مدینہ ہجرت کا قصد رکھتے تھے۔ حضرت طلحہ کی شمولیت کے بعد قافلۂ شوق مدینہ کی طرف چلا، دختران رسول حضرت فاطمہ، حضرت ام کلثوم، ام المومنین سودہ، حضرت ام ایمن اور حضرت اسامہ بن زید حضرت زید اور حضرت ابورافع کی معیت میں تھے۔ حضرت ابوبکر کی اہلیہ حضرت ام رومان، ان کی بیٹیاں حضرت عائشہ اور حضرت اسماء حضرت عبداللہ بن ابوبکر کے ساتھ سوار ہوئیں۔ کاروان ہجرت جحفہ کے قریب واقع بیابان ساحلی بیدا (منیٰ کی سطح مرتفع: ابن سعد) یا حجاز کے مقام بیض پر پہنچا تو حضرت عبداللہ بن ابوبکر کا اونٹ بھاگ نکلا۔ اس وقت حضرت ام رومان اور حضرت عائشہ محمل میں بیٹھی تھیں۔ حضرت ام ایمن چلائیں: ہائے بٹیا! ہائے (رسول پاک کی) دلہنیا! کسی نے آواز دی: اونٹ کی مہار چھوڑ دو تبھی اونٹ رک گیا اور اسے پکڑ لیا گیا تب تک وہ جبل ہرشی کی گھاٹی میں اتر چکا تھا۔ جب یہ لوگ مدینہ پہنچے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی اور ازواج مطہرات کے حجرے بنوانے میں مصروف تھے۔ حضرت ابوبکر کا خانوادہ ان کے پاس پہنچ گیا، ام المومنین سودہ اور دختران نبی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئیں۔

www.javedahmedghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ پہنچنے سے پہلے جنگ بعاث ہو چکی تھی۔ اوس و خزرج کے کئی سردار اس جنگ میں ہلاک ہو جانے کی وجہ سے اہل مدینہ حربی طور پر کمزور ہو چکے تھے۔

مدینہ کا بخار

حضرت ابوبکر کا کنبہ اول اول مدینہ کے محلّہ سنح میں بنو حارث بن خزرج کے ہاں ٹھیرا۔ حضرت بلال اور حضرت عامر بن فہیرہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ انھیں مدینہ کی آب و ہوا راس نہ آئی اور چند ہی دنوں میں ان تینوں کو بخار نے آن لیا۔ حضرت عائشہ ان کی عیادت کرتی تھیں۔ انھوں نے اپنے والد سے ان کی طبیعت دریافت کی تو انھوں نے کہا:

کل امرئٍ مصبح في أهله والموت أدنى من شراك نعله

''ہر شخص صبح کے وقت اپنے کنبے میں جاتا ہے، اس حال میں کہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔''

حضرت عائشہ کہتی ہیں: مجھے کچھ سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ پھر میں عامر بن فہیرہ کے پاس گئی اور ان کا حال پوچھا۔ انھوں نے جواب دیا:

لقد وجدت الموت قبل ذوقه　　إن الجبان حتفه من فوقه

”میں نے موت آنے سے پہلے ہی اسے پالیا ہے۔ یقیناً بزدل کی جان اس کے سر سے نکلتی ہے۔“

حضرت عائشہ کہتی ہیں: مجھے پھر سمجھ نہ آیا کہ عامر نے کیا کہا۔ ادھر بلال بخار کی حالت میں گھر کے صحن میں لیٹے یہ شعر پڑھ رہے تھے:

ألا ليت شعري هل أبيتن ليلة　　بفخٍ وحولي إذخر و جليل

”سنو! کاش مجھے علم ہو جائے کہ میں مکہ کے مقام فخ میں اس حال میں رات بسر کروں گا کہ میرے گرد اذخر کی خوش بودار گھاس اور جلیل جیسی عام گھاس ہو گی۔“

حضرت بلال نے عتبہ، شیبہ اور امیہ پر لعنت بھی بھیجی، کیونکہ انھی کی وجہ سے انھیں مکہ چھوڑ کر وبا کی سرزمین مدینہ آنا پڑا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی باتیں بتائیں اور کہا کہ وہ بخار کی شدت سے ہذیانی باتیں کر رہے ہیں۔ آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ، مدینہ ہمارے لیے محبوب بنا دے، ہم اس سے مکہ جیسی یا اس سے بڑھ کر محبت کریں۔ اسے ہماری صحت کا باعث بنا دے۔ اس کے پیمانوں، صاع (سیر اور پاؤ) و مُد (تولہ و ماشہ) میں برکت ڈال دے اور اس کے بخار کو جحفہ (مہیعہ) منتقل کر دے (بخاری، رقم ۱۸۸۹۔ مسلم، رقم ۳۳۲۱)۔

حضرت عائشہ کی رخصتی

سیدہ عائشہ کو اپنے والد حضرت ابوبکر کی طرح بخار نے آن لیا اور ان کے بال جھڑ گئے۔ تندرست ہونے کے بعد بال دوبارہ آئے اور شانوں تک لٹکنے لگے۔ ہجرت کے سات (یا آٹھ) ماہ بعد، شوال ۱ھ (اپریل ۶۲۳ء میں، غزوۂ بدر کے بعد شوال ۲ھ میں: ذہبی، ذیقعد ۱ھ میں: ابن اثیر) ایک روز جب حضرت عائشہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا جھولا جھول رہی تھیں، ان کی والدہ حضرت ام رومان نے ان کو گھر بلایا، کھیل کود کی وجہ سے حضرت عائشہ کا سانس پھولا ہوا تھا اور بال بکھرے تھے۔ والدہ نے ان کا منہ دھویا، گھر میں موجود انصاری عورتوں نے بناؤ سنگھار کیا اور اسی روز حضرت عائشہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر رخصتی ہوئی (بخاری، رقم ۳۸۹۴۔ ابن ماجہ، رقم ۱۸۷۶۔ موسوعۂ مسند احمد، رقم ۲۵۷۶۹)۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چارپائی پر بیٹھے تھے اور حضرت ام رومان نے حضرت عائشہ کو آپ کی گود میں بٹھا کر کہا: یہ آپ کی اہلیہ ہیں۔ تب بیٹھے ہوئے تمام مرد اور عورتیں گھر سے باہر نکل گئے۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں: ہمارے ولیمے پر اونٹ، بکری کوئی جانور ذبح نہ کیا گیا۔

حضرت عائشہ کا مہر گھر کا ساز و سامان تھا جس کی مالیت پچاس درہم تھی (ایک روایت: پانسو درہم)۔ حضرت

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

عائشہ فرماتی ہیں: میری شادی ماہ شوال میں ہوئی، سہاگ رات شوال میں آئی۔ مجھ سے زیادہ خوش قسمت کون ہے؟ (مسلم، رقم ۱۴۲۳۔ ترمذی، رقم ۱۰۹۳)۔ یہ عربوں میں رائج ایک وہم کا رد تھا۔ عرب شوال کے مہینے میں عورتوں کے پاس جانے سے پرہیز کرتے تھے، کیونکہ زمانۂ جاہلیت میں اسی مہینے میں طاعون کی مہلک وبا پھیلی تھی۔ کئی مسلمان بھی توہم کرتے تھے کہ عیدین کے درمیان مباشرت کرنے سے مفارقت کا خدشہ ہوتا ہے۔ رخصتی کے بعد بھی حضرت عائشہ گڑیوں سے کھیلتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لاتے تو ان کی سہیلیاں چھپ جاتیں۔ آپ انھیں دوبارہ کھیلنے کے لیے حضرت عائشہ کے پاس بھیج دیتے اور فرماتے: جاؤ اپنی سہیلی کے پاس۔ ایک بار آپ نے پوچھا: عائشہ، یہ کون سا کھیل ہے؟ بتایا: حضرت سلیمان کا گھوڑوں کا دستہ، آپ مسکرا دیے۔ ایک عید کے موقع پر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حبشیوں نے نیزوں کے کرتب دکھائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم چادر لے کر حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور حضرت عائشہ چادر کی اوٹ سے ان کا کھیل دیکھتی رہیں۔ وہ خود ہی پیچھے ہٹیں تو آپ نے چادر ہٹائی۔ اس اثنا میں حضرت عمر مسجد میں داخل ہوئے اور کنکر اٹھا کر حبشیوں کو دے مارے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر، چھوڑ و یہ حبشیوں کے ناچ کود کرنے والے قبیلے بنوارفدہ کے لوگ ہیں (بخاری، رقم ۲۹۰۱۔ مسلم، رقم ۲۰۲۴۔ نسائی، رقم ۱۵۹۷)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں گھروں کے لیے زمین تقسیم فرمائی تو حضرت ابوبکر کے لیے مسجد نبوی کے پاس جگہ متعین فرمائی، مسجد کے مغرب میں واقع ان کے گھر سے چھوٹا سا ایک دریچہ مسجد میں کھلتا تھا۔ اس گھر میں حضرت ام رومان، حضرت عائشہ اور حضرت عبدالرحمٰن نے قیام کیا۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ ابن ہشام، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الجمل من انساب الاشراف (بلاذری)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مقالہ، امین اللہ وثیر) Wikipedia, The free encyclopedia۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org